

# روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے

اگر روزے میں نمازیں سنور جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۶ صلیح ۱۳۱۷ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

”بَاعَدَ اللَّهُ بَيْنَ وَجْهِهِ وَبَيْنَ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا“ اس کے اور آگ کے درمیان ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔

اب اللہ کا چہرہ ایک ایسی چیز ہے جسے یاد رکھنا چاہئے تھا۔ ترجمے میں فضل ترجمہ ہوا ہے حالانکہ چہرے کے مقابل پر چہرہ رکھا گیا ہے۔ فرمایا تم اللہ کا چہرہ چاہو گے تو اللہ کے چہرے والے کو پھر آگ چھو نہیں سکتی، اس کے چہرے کو آگ چھو نہیں سکتی۔ یہ ناممکن ہے۔ جسے اللہ کا چہرہ نصیب ہو جائے اس کے چہرے کو آگ کیسے چھو سکتی ہے۔ یہ مضمون تھا جس کو ترجمے میں ذرا ہیما کر دیا گیا۔ فضل اس کا ترجمہ جائز ہے مگر یہاں جس خوبصورتی کے ساتھ حدیث نے ایک وجہ کو دوسرے وجہ کے ساتھ ملایا ہے اسے اسی طرح رہنے دینا چاہئے تھا۔ وجہ کو وجہ ہی رہنے دینا چاہئے تھا۔ اب ستر خریف کا فاصلہ یہ کیا چیز ہے؟ خریف گرامر اور سرا کے درمیان کے زمانے کو کہتے ہیں یعنی سردیوں اور گرمیوں کے درمیان ایک زمانہ آتا ہے جو ان دونوں کو ملنے سے روکتا ہے، بیچ میں حائل ہو تو سردیاں گرمیوں سے نہیں مل سکتیں۔ تو ناممکن ہے کہ دونوں ایک ہی جیسے موسم گزر جائیں یعنی سردیاں بھی اور گرمیاں بھی۔ بیچ میں ایک موسم حائل ہو جاتا ہے۔ لیکن لفظ ستر کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

فرمایا ستر خریفوں کا فاصلہ، اب ستر خریفوں کا فاصلہ ویسے تو تصور میں نہیں آسکتا کہ ایک خریف نہیں، دو نہیں، تین نہیں، ستر خریف ہیں۔ لیکن معاملہ اس سے زیادہ آگے ہے۔ کیونکہ ستر کا لفظ عربی میں زمانے کے پیشکار ہونے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ ستر کا لفظ قرآن کریم سے اور احادیث سے ثابت ہے یہ محض عدد ستر پر اطلاق نہیں پاتا بلکہ ایک لامتناہی زمانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس لفظ ستر کو خصوصیت کے ساتھ ان معنوں میں آپ پیش نظر رکھیں کہ مراد یہ ہے کہ ناممکن ہے۔ کوئی صورت ایسی نہیں کہ یہ چہرہ آگ دیکھ سکے۔ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ہم سب کو اللہ کا یہ چہرہ دکھادے۔ جس چہرے کو خدا اپنا وہ چہرہ دکھادے جو اس نے محمد رسول اللہ کو دکھایا تھا اس چہرے پر آگ حرام ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اسے آگ چھوئے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں روزہ گناہوں کو یکسر مٹا دیتا ہے۔ نذر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ نذر بن شیبان کہتے ہیں میں نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا تھا۔ یہ کیا خیال آیا ان کو، معلوم ہوتا ہے کوئی یہ روایت عام ہوئی ہوگی اور اس کا چرچا انہوں نے سنا ہو گا اور وہ چاہتے ہو گئے کہ میں ان کی زبان سے خود سن لوں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنے پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا پس جو کوئی ایمان کی حالت میں نیت سے روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل آتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو۔

یہ وہی حدیث ہے جو گزشتہ سال بھی میں نے بیان کرتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ ”نیت کی نیت سے روزے رکھے“ کا ترجمہ درست نہیں ہے۔ یہ روایتی ترجمہ ہے۔ اور نیت کی نیت سے ہی روزے رکھے جاتے ہیں۔ کبھی میں نے کسی کو گناہ کی نیت سے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس نیت کی نیت سے روزے رکھنا احساب کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔ جو روزے اس لئے رکھے کہ اپنے نفس کا احساب کرے اور باریک نظر سے اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ ان میں کس قسم کی غیر اللہ کی ملوثی تو داخل نہیں ہو رہی۔ یہ ترجمہ اگر کیا جائے تو پھر باقی مضمون بالکل ٹھیک بنتا ہے۔ ایسا شخص جب رمضان سے گزرے گا تو گویا اسے نئی زندگی ملی ہے جیسے ماں نے اسے جنم دیا ہے۔ پس اس پہلو سے یاد رکھیں جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں صَامَةٌ وَ قَامَةٌ اِيْمَانًا وَ اِحْسَابًا یہ لفظ احساب ہے جس کا ترجمہ ہمارے تراجم میں غلط رنگ میں لایا گیا ہے۔ اور اس کو احساب سمجھنا ضروری ہے ورنہ اس کے بعد کیوم

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم - بسم الله الرحمن الرحيم -

الحمد لله رب العلمين - الرحمن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد وإياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين -

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ. أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ.

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ. (البقره: ۱۸۷)

اس آیت کریمہ سے متعلق خطبات کا سلسلہ جاری ہے اور ترجمہ اس کا پھر میں دہراتا ہوں کہ جب تجھ سے (یعنی اے محمد رسول اللہ ﷺ) میرے بندے سوال کریں میرے بارے میں میں فانی قریب میں قریب ہوں اُجیب دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ. میں پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں جب وہ مجھے بلائے فليستجيبوا لى وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون پس چاہئے کہ وہ میری باتوں کی استجابت میں جلدی کریں کیونکہ میں قریب ہوں اس لئے، یہ معنی اس میں شامل ہیں کہ وہ بھی میری استجابت میں یعنی میری باتوں کا ہاں میں جواب دینے میں اور ان پر عملدر آبد میں جلدی کریں۔ وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پا جائیں۔

یہ جو دن ہیں رمضان کے، آج کل کے دن یہ اب تیزی سے گزر رہے ہیں اور رمضان اپنے اواخر کی طرف الٹ پڑا ہے۔ اس پہلو سے اس جلدی کا مضمون اور بھی زیادہ واضح ہو جانا چاہئے کہ یہ دن اب تھوڑے ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ ہے کہ اگر تم جلدی میری باتوں کو قبول کرو گے تو میں قریب کھڑا ہوں تمہیں فوری جواب ملے گا۔ تو اس فوری جواب کا وقت جیسا کہ رمضان گزرنے کا تعلق ہے کم ہوتا جا رہا ہے لیکن ویسے یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ آیت ہیبتگی کا مضمون رکھتی ہے۔ رمضان کے لئے ایسی خاص نہیں کہ اس کے بعد اس میں اس کا مضمون اطلاق نہ پائے۔ لیکن جو رمضان میں قرب کا مضمون ملتا ہے وہ اس میں دیکھائی نہیں دیتا۔ اسی لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رمضان میں بہت زور دیا ہے کہ رمضان کا حق ادا کرو کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ایسا مہینہ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ جو بھی اس مہینے میں کر گزرنا ہے نیکیوں کے لحاظ سے وہ کر گزرو۔ جو کچھ تمہارے لئے ممکن ہے اختیار کرو۔ یہ تھوڑے سے تو دن ہیں آیاماً معدودات۔ رمضان بھی آیاماً معدودات ہی ہیں، چند دن کی بات ہے، ان دنوں میں جو کچھ محنت ممکن ہے وہ کر لو لیکن اس محنت کا تعلق دل کے خلوص سے ہے۔ اگر خلوص دل نہ ہو تو پھر یہ محنت بے کار ہے۔ یہ مضمون ہے جس کو میں احادیث نبوی کے حوالے سے آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں۔

ایک حدیث یا غالباً بہت سی ایسی احادیث ہو گئی جن کو دہرایا جائے گا لیکن کوشش کر کے ایسی حدیثیں بھی ہم تلاش کر رہے ہیں جو پہلے دہرائی نہ گئی ہوں۔ لیکن جو دہرائی جاتی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا بار بار کی فصاحت کا تقاضا ہے کہ وہ دہرائی جائیں اور ہر رمضان میں ایک نسل گزر جاتی ہے، ایک نئی نسل آ جاتی ہے اس لئے ان کا بھی حق ہے کہ ان کے سامنے بھی وہ باتیں بار بار پیش کی جائیں۔

”روزہ آگ دور کرتا ہے“۔ ایک یہ حدیث ہے جو سنن الدارمی کتاب الجہاد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ کر دیتا ہے۔ فضل چاہتے ہوئے روزے رکھتا ہے ابتغاء وجه اللہ کا یہ ترجمہ ہے فضل چاہتے ہوئے۔ وجہ اللہ کا اصل معنی تو ہے خدا کا چہرہ، خدا کی توجہ، جو اپنی طرف خدا کی توجہ کرنے کی خاطر کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف پھر جائے، تمام تر توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے جو اس نیت کے ساتھ روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ



بھی نہیں کہ میں نے کشف دیکھا ہے۔ اگر تقویٰ کا مضمون ہوگا تو کشف دیکھنے والا اپنے کشف کو چھپالے گا اور اس کے تذکرے نہیں کرے گا۔ پس رمضان میں یہ ساری شرطیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الفاظ کو غلط مننے پہنا کر آپ میں سے کئی گمراہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ ہم بڑے صاحب کشف بن گئے رمضان میں، لوگوں سے تذکرے شروع کر دیں کہ یوں مجھے ہلکا سا جھوٹا آیا میں نے کشف میں یہ دیکھ لیا یہ ساری باتیں بتانے کا جتنا شوق ہو گا اتنا ہی آپ کا کشف جھوٹا ہو گا۔ لیکن سچے کشف میں بعض دفعہ دوستوں اور عزیزوں کے متعلق خبر دی جاتی ہے اور وہ خبریں ایسی ہوتی ہیں جو سچی نکلتی ہیں۔ پس ان خبروں کا تذکرہ کرنا تقویٰ کے خلاف نہیں اور ان کشف کو جھوٹا قرار نہیں دیتا۔ ”پس خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزے دار کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ جھوٹا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ متعل اور اختطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا نہیں مل جائے۔“

پھر روزے اور نماز کی عبادتوں میں ایک فرق بیان فرمایا ہے۔ ”روزہ اور نماز ہر دو عبادتیں ہیں۔ روزے کا زور جسم پر ہے اور نماز کا زور روح پر ہے۔ نماز سے ایک سوز و گداز پیدا ہوتا ہے اس واسطے وہ افضل ہے۔ روزے سے کشف پیدا ہوتے ہیں مگر یہ کیفیت بعض دفعہ جو گیوں میں پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ وہی بات ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ کشف تو ہوتے ہیں مگر کشف میں ایک نفس کا دھوکہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جو گی بھی جو ریاضتیں کرتے ہیں وہ کشف دیکھتے ہیں لیکن ان کشف کا بنی نوع انسان کی بھلائی اور نیکی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ عجیب و غریب کشف ہیں جن کے تفصیلی تذکرے کی یہاں ضرورت نہیں مگر جو گیوں نے کبھی دنیا میں پاکیزگی نہیں پھیلائی۔ کبھی دنیا میں کسی مذہب کے جو گیوں نے بنی نوع انسان کی روحانی حالت تبدیل نہیں کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام متوجہ فرما رہے ہیں کہ روزے کے کشف میں بعض دفعہ جو گیوں والی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن روحانی گدازش جو عبادتوں سے پیدا ہوتی ہے اس میں شامل نہیں۔“

اب یہ دیکھیں کہ نماز کو روزے سے افضل قرار دیا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روزہ سب سے افضل ہے۔ روزے کی جزاء اللہ ہے۔ اس میں غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ روزہ بمقابل نماز نہیں ہے بلکہ روزے کا مقصد نماز ہے اور نمازوں کی حالت کو درست کرنا ہے۔ پس اگر روزے میں نمازیں نہ سنوئیں تو روزہ بے کار ہے۔ اگر روزے میں نمازیں سنو جائیں تو روزہ نماز کا معراج اور نمازیں روزے کا معراج بن جاتی ہیں۔ پس اس میں تفریق نہ کریں ورنہ مضمون بالکل بگڑ جائے گا۔ حقیقت میں روزے کے دوران جتنی نمازیں سنوئیں گی اتنا ہی روزے کا آپ پھل پائیں گے اور اس حد تک سنو جانی چاہئیں کہ گویا آپ کو خدا نظر آگیا اور گویا اللہ آپ کو دیکھنے لگا۔ یہ صورتیں ہیں جو در حقیقت روزے کی افضلیت میں پیش نظر رہنی چاہئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۳۳ پر فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، صدقات، حج اور اسلامی دشمن کاردار اور دفع خواہہ سبھی ہو خواہ قلمی ہو۔ یہ پانچ مجاہدات ہیں جو مسلمان پر فرض ہیں۔ پہلی نماز، پھر زکوٰۃ، صدقات اس کے ذیل میں آتے ہیں چوتھا حج اور پانچواں جہاد خواہہ سبھی ہو خواہہ قلمی ہو۔ فرمایا ”یہ پانچ مجاہدات ہے قرآن شریف سے ثابت ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان میں کوشش کریں اور ان کی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے ہیں اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہئے کہ نفلی روزے کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔“

اب رمضان کے آنے پر کتنے دل خوش ہوتے ہیں اور کتنے دل غمگین ہوتے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہر انسان جو اپنا جائزہ لے گا اس کو محسوس ہو گا کہ رمضان کے آنے پر ویسی خوشی نہیں ہوتی شروع میں جیسی کہ رمضان کے آنے کا حق ہے بلکہ لوگ گھبراتے ہیں اور ڈرتے ہیں۔ پس اس عبارت کو سننے کے بعد یہ خیال نہ کریں کہ وہ منافقین ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ بوجہ اٹھانے سے پہلے دل میں خوف ضرور پیدا ہوتا ہے اور انسان رمضان میں داخل ہونے سے پہلے ڈرتا ہے کہ میں اس کے تقاضے پورے کر سکوں گا یا نہیں کر سکوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے تقاضے آسان فرما دیتا ہے۔ اس لئے جب میں یہ عبارت پڑھوں گا تو بعض لوگ ڈر کے یہ نہ سمجھیں کہ ان کی حالت منافقانہ ہے نعوذ باللہ من ذالک۔ کیونکہ عام دستور ہے کہ ہمیشہ رمضان کی ذمہ داریوں کا خوف، رمضان کی آمد کے وقت شروع ہو جاتا ہے اور انسان شروع میں کچھ گھبراتا ہے کہ دیکھوں مجھ پر کیا گزرے گی لیکن اللہ تعالیٰ سچے بندوں کے لئے رمضان کو آسان فرما دیتا ہے اور پھر نشاۃ کے ساتھ انسان رمضان میں سے گزر جاتا ہے۔ اس تمہید کے بعد میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس پڑھتا ہوں۔

”وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آئے اور روزے رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔“ جو شخص اس بات پر خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا اگر بیماری اس کے راستے میں حائل ہو جائے وہ روزہ نہ رکھ سکے تو آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ ”لیکن اس دنیا میں بہت لوگ ہمانہ بخوبی ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ ہمانہ بخوبی اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں۔“

اب جو حقیقی ہمانہ بخوبی ہیں جن کا دل سچ رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتا ان میں اور سچے مومنوں میں جو دل سے رمضان کو برا نہیں جانتے اس کے فیوض سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں یہ نمایاں فرق ہے کہ سچے لوگ جب رمضان میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے وہ روزہ رکھیں اور بیماریوں کے ہمانے ان کی راہ میں حائل نہ ہوں۔ اور جو ہمانہ بخوبی ہیں جو رمضان کی آمد سے خوش نہیں ہوتے ان کے نفس کے ہمانے تیزی دکھانے لگتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ مجھے جب میں روزہ رکھوں تو چھینکیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کوئی سمجھتا ہے کہ اس کے پیٹ میں خرابی ہو جاتی ہے، کسی کو سرد رہو جاتی ہے، کسی کو اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ غرضیکہ وہ روزمرہ کی بیماریاں جو اس کو لاحق ہوتی رہتی ہیں وہ رمضان کے سر بخو تا ہے اور کہتا ہے کہ اب تو میں خدا کا حکم مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو روزہ نہیں رکھ سکتا بیماریوں کی وجہ سے وہ نہ رکھے تو کون ہے مجھے حکم دینے والا میں تو خدا کا حکم مانوں گا۔ لیکن جب ان کا باقی سال آپ دیکھیں گے تو اس میں بھی نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ زندگی بھر محروم رہتے ہیں ورنہ کم سے کم باقی وقت تو رکھیں۔ جو واقعہ سچے عذر کی وجہ سے رکھتے ہیں، اللہ کی خاطر رکھتے ہیں وہ باقی سال میں ضرور رکھتے ہیں اور یہ لوگ اپنی عمر گنوا دیتے ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کو غور سے پڑھیں تو ہمارے لئے بہت سے باریک مسائل کو آپ کھولتے چلے جاتے ہیں۔ ”لیکن جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شے ہے۔“ پس روزے سے محرومی کے نتیجے میں اگر درد دل ہو تو ایک بہت ہی اعلیٰ نشان ہے اس بات کا کہ واقعہ تمہاری روزوں سے محرومی تمہیں ثواب سے محروم نہیں رکھے گی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایسے درد دل والے کو عام روزہ رکھنے والے کے ثواب سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے۔

اب ایسے بہت سے وجود ہمارے علم میں ہیں یعنی اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ روزہ نہ رکھنے کی بے قراری ان کو بے چین کرتی ہے اور وہ دعائیں کرتے ہیں، دعائیں کرواتے ہیں۔ اس سلسلے میں کئی ایسے احباب و خواتین ہیں جن کو میں جانتا ہوں کہ روزہ نہ رکھنے کے نتیجے میں کس قدر ان کے دل میں کرب پایا جاتا ہے۔ ”جبکہ حیلہ جو انسان تاویلیوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شے نہیں۔“ اب اپنا حال بیان فرماتے ہیں، ”جب میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے کشف میں ملا اور انہوں نے کہا کہ تم نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔“ اب اللہ نے نظر فرمائی اور ایک طائفہ انبیاء کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ملتا ہے اور لَعَلَّكَ بِاِخْبَاعِ نَفْسِكَ کا مضمون بیان فرما رہا ہے۔ یہ مضمون ہے جو عین قرآن کے مطابق ہے کہ تو نے اپنے نفس کو کیوں اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔

پس یہی نہیں کہ آپ اپنے نفس پر رحم کریں جو لوگ آپ اپنے نفس پر رحم نہیں کرتے ان پر اللہ رحم کرتا ہے اور لَعَلَّكَ بِاِخْبَاعِ نَفْسِكَ کی تکرار ہر جگہ انہیں معنوں میں پائی جاتی ہے۔ پس اپنی حالت پر خود رحم نہ کریں یہ بڑی بے رحمی ہوگی۔ اگر آپ اپنی حالت پر رحم کریں گے تو اس سے بڑی بے رحمی آپ اپنے آپ سے نہیں کر سکتے۔ کوشش کریں کہ جس حد تک ہو آسانی اور سہولت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں مگر اپنے پر رحم کھانے کی وجہ سے نیکیوں سے محروم نہ ہوں۔ ایسی صورت میں اللہ آپ پر رحم فرمائے گا اور بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔ اب یہ دیکھیں اس کا دیباچہ طور پر نقصان اور کیا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، ”یہ لوگ ہیں کہ تکلف میں اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے۔“ اور یہ بھی بہت ہی دائمی حقیقت ہے۔ ایسے لوگ جو مومنوں میں سے کہلاتے ہوں اور ایمان کے لحاظ سے مومن ہی کہلائیں گے مگر بے وقوفی میں ان کو یہ علم نہیں کہ کونسا سچا سوا ہے کونسا جھوٹا سوا ہے۔ وہ اپنے نفس پر رحم کر کے مشقتوں سے بچتے ہیں لیکن دوسری مشقتوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے کم سے کم اتنی خوشخبری ضرور ہے کہ وہ مشقتوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا کفارہ ہو جاتا ہے لیکن اگر اللہ چاہے تو۔ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کا کوئی کفارہ نہ ہو صرف ایک سزا ہو۔ تم میری مشقت سے بھاگتے تھے اب اپنا حال دیکھو کہ کیسی کیسی مشقتوں میں ڈالے جا رہے ہو۔

یہ دستور اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ سے ہمیشہ سے واضح ہے اور ہمیشہ سے صاف دکھائی دیتا ہے اور بہت سے لوگ ان مشقتوں کو دیکھنے کے بعد پھر گھبرا کر واپس لوٹتے ہیں۔ پس مشقتوں میں ڈالنا بے سبب بھی نہیں، محض سزا نہیں بلکہ توبہ کے لئے توجہ کو مبذول کرانے والی بات ہے۔ بکثرت میں ایسے دوستوں کو جانتا ہوں جنہوں نے چندوں میں سہولت حاصل کرنے کے لئے نفس کے ہمانے بنائے، قربانیوں میں سہولت حاصل کرنے کے لئے نفس کے ہمانے بنائے اور بہت سے امور میں نفس کے ہمانے بنائے یہاں تک کہ ان کی زندگیوں میں مشقتوں سے لڑ گئیں۔ اتنی مشقتیں آپڑیں کہ انہوں نے گھبرا کر لیا اور ان کی کریں دوہری ہو گئیں۔ پھر ایک دن ان کی آنکھ کھلی اور یہی مشقتیں ان کے لئے رحمت کا موجب بن گئیں۔ انہوں نے اچانک سوچا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ یہ زندگی تو بالکل بے کار ہوتی چلی جا رہی ہے۔ مصیبتوں سے ہم بچ نہیں رہے بلکہ مصیبتیں سہیر رہے ہیں۔ اور جب انہوں نے وعدہ کیا کہ آئندہ سے ہم اپنے نفس کے لئے کوئی ہمانہ نہیں بنائیں گے ان کی زندگی کی کاپی لیت گئی۔ اور کثرت سے ایسے ہیں جنہوں نے پھر مجھے لکھا کہ ان حالات میں ہم نے مشقت ٹالنے کی کوشش کی تھی لیکن مشقت کو ٹال نہیں سکے۔ اب جب خدا کی خاطر مشقت قبول کرنے کے لئے آگے بڑھے ہیں تو مشقت آگے آگے بھاگ رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ہم مشقت سمجھتے تھے وہ مشقت تھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان راہوں کو خود آسان فرماتا ہے اور کتنے بد نصیب ہیں جو اس بات کو جانتے نہیں، اس سے سبق حاصل نہیں کرتے۔ خدا کی خاطر مشقتوں سے بھاگیں گے تو مشقتیں آپ کے پیچھے پڑ جائیں گی۔ پس آج کے رمضان میں یہ عہد کریں کہ ایسا نہیں کریں گے۔ خدا کی مشقتوں کو Chase کریں گے یعنی خدا نے واقعہ جو مشقتیں مقرر فرمائی ہیں ان کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ مشقت تھی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آسانی کے لئے، آپ کی بھلائی کے لئے ایک مشکل راہ تجویز فرمائی جس کو وہ خود آسان کرتا ہے اور کوئی راہ مشکل نہیں رہتی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”جو خود مشقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے۔“

یہی بات ہے جو میں آپ کے سامنے عرض کر رہا ہوں۔ ”انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے۔ کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے۔ بڑا ظلم کرتا ہے جو اپنے دل پر رحم کرتا ہے، اپنے آپ پر رحم کرتا ہے وہ تو مصیبتیں سہیر لیتا ہے۔ وہ جہنم اپنے اوپر وارد کر لیتا ہے۔“ اور جو خود آگ سے بچنا چاہتے ہیں وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ یعنی اللہ کی خاطر جو نفس کا سوز اور گداز ہے جو اس سے بچنا چاہتے ہیں وہ ایک دوسری جہنم میں ڈالے جاتے ہیں۔

فرماتے ہیں یہ مسلم ہے اور یہ اسلام ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے اس سے انکار نہ کرے۔ ”اگر آنحضرت ﷺ اپنی عصمت کی فکر بھی خود رکھتے تو واللہ یعصمکم من الناس کی آیت نازل نہ ہوتی۔ حفاظت الہی کا یہی سر ہے۔“ یہاں عصمت سے مراد عصمت انبیاء مراد نہیں ہے بلکہ جسمانی لحاظ سے غیر کے شر سے بچنا ایک عصمت ہے۔ فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت اپنی عصمت کی فکر ہوتی کہ میں غیر کے وار سے کیسے بچا جاؤں تو یہ آیت نازل نہ ہوتی واللہ یعصمکم من الناس۔ یہ مسیح موعود علیہ السلام کا کلام آنحضرت ﷺ کی سیرت کے جگمگاتے ہوئے حصے پر عظیم روشنی ڈال رہا ہے۔ کبھی کسی عارف باللہ نے یہ بات نہ لکھی ہوگی۔ مجھے یقین ہے آپ تلاش کر کے دیکھ لیں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھی جو رسول اللہ ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ یہ آیت نازل نہ ہوتی، یعصمکم من الناس، صاف پتہ چلا ہے کہ خدا نے ضرورت محسوس فرمائی ہے کہ یہ نبی تو اپنی کچھ فکر نہیں کرتا، ہر خطرہ میں کود پڑتا ہے۔ تمام مشکل مقامات میں آگے بڑھ جاتا ہے۔

اب ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کو آپ دیکھ لیں کیسے کیسے مواقع پر آپ نے دشمنوں میں جا کر لٹکرا ہے کہ میں محمد ہوں آؤ اگر کسی کو قتل کرنا ہے تو مجھے قتل کرو، کسی نے وار کرنا ہے تو مجھ پر وار کرے۔ یہ ساری زندگی کا خلاصہ آپ نے ان لفظوں میں نکالا ہے کہ آپ نے اپنی عصمت کی کبھی فکر نہیں کی اور جب رسول اللہ ﷺ کو اس طرح خطرناک مقامات پر دلیریا اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ نے اس کو لٹکرا ہے تو اللہ نے فرمایا واللہ یعصمکم من الناس اے محمد تیرا خدا تیری حفاظت کرے گا۔ فرماتے ہیں ”حفاظت الہی کا یہی سر ہے۔“ پس جو احمدی اس وقت مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور ہر وقت اپنی حفاظت کی صرف فکر کر رہے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ سر وہ نہیں ہے۔ حفاظت کا سر یہ نہیں ہے کہ اپنی حفاظت کی صرف فکر کریں۔ اپنی حفاظت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا یہ عام لوگوں کے لئے جائز ہے اور بعض دفعہ ضروری بھی ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں قومی فوائد ہوتے ہیں لیکن جب مصائب آپڑیں اس وقت اپنی فکر نہ کرنا یہ سنت نبوی ہے۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں جن کو آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے ورنہ مضمون بگڑ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی خطرات کی تلاش نہیں کی تاکہ ان میں چھلانگ لگائیں۔ جب خطرات درپیش ہوئے تو پھر ان میں چھلانگ لگانے سے رکے نہیں۔ یہ دو بالکل الگ باتیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی بھی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالا، ہلاکت کی تلاش نہیں کی۔ ایسے مواقع سے بچے ہیں جن سے بے وجہ خطرہ درپیش ہو لیکن جب خدا کی خاطر خطرہ آن پڑا جس سے مفر کا سوال نہیں رہا اس خطرے کو مفر کے ذریعہ نہیں ٹالا بلکہ دوڑ کر اس خطرے میں داخل ہو گئے جو خدا کی خاطر آپ پر آ پڑا ہے۔ پس یہ مضمون ہے جو خصوصیت کے ساتھ پاکستان کی احمدی جماعتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ بے وجہ خطرات کو پیدا نہ کریں کیونکہ یہ حماقت ہے۔ یہ اللہ کے فرمان کے خلاف بات ہے۔ ہر احتیاط کے باوجود جب خطرہ پڑ جائے تو کوڑی کی بھی پروا نہ کریں اور پھر ایسے خطرات سے جنہوں نے خدا کی خاطر پڑنا ہے ان سے نہ بھاگیں۔ اگر ان سے بھاگیں گے تو یہ آپ کی حفاظت کی ضمانت نہیں ہوگی۔ اگر کہیں گے کہ ہاں اس خطرے کو اب ہم قبول کرتے ہیں جو کچھ بھی ہو، ہو جائے اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا واللہ یعصمکم من الناس کیونکہ جو بات خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق میں فرمائی ہے وہی آپ کے صحیحین اور عاجز بندوں کے حق میں بھی کام کرتی ہے۔ یہ سنت نبوی ہے جو ہمیں ہر حال میں بچانے کی، ہر حال میں ہماری حفاظت فرمائے گی اور ہم پر سایہ لگن رہے گی۔ پس سنت نبوی کے تابع چلیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندگی کے سب مراحل آسان ہو جائیں گے۔

فرمایا ”ابراہیم علیہ السلام کے قصے پر غور کرو جو آگ میں گرنا چاہتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ آگ سے بچاتا ہے۔“ قصہ پر غور کرو اس قصے میں یہ بات ثابت ہے کہ ابراہیم خود نہیں کہہ رہے تھے کہ میرے لئے آگیں جلاؤ۔ جب آگ جلائی گئی تو اس سے بھاگنے کی بجائے اس میں گرنے کی طرف توجہ کی جو خدا کی خاطر تھی۔ پس قصہ پر غور کرو نہ کہ ناسمجھی سے اس قصے کو اپنے اوپر چسپاں کرو۔ ”یہ مسلم ہے اور یہ اسلام ہے جو کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں پیش آئے اس سے انکار نہ کرے۔“ یہ حصہ پڑھنے سے رہ گیا تھا اس لئے میں دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا ہوں، آخری حصہ میں پڑھ چکا ہوں۔ یہ ”البدن“ میں عبارت چھپی ہے اور اس کے نیچے نوٹ ہے کہ لوپر کی تقریر فارسی زبان میں تھی اور بدر کے ایڈیٹر نے یہ نوٹ لکھا ہے کہ میں نے افادہ عام کی خاطر اردو میں ترجمہ کر کے لکھی ہے۔ پس یہ یاد رکھیں کہ اصل عبارت فارسی میں تھی جس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر پر جس دعا کی طرف توجہ دلاتے ہیں اب اتنا سا وقت رہ گیا

ہے کہ میں یہ دعا پڑھ کر اس خطبے کو ختم کروں گا۔ آپ فرماتے ہیں ”پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے کہ الہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔“ اس لئے روزے میں حائل ہونے والی بیماریوں کا علاج بھی یہ دعا ہے جو اس مہینے میں کثرت سے کرنی چاہئے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ”اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھے تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور (بہادر) ثابت کر دے۔“ جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں نیت درود دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزہ رکھیں گے بشرطیکہ وہ ہمانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔“

باقی انشاء اللہ اب اگلا جو جمعہ آنے والا ہے یہ جمعۃ الوداع کہلاتا ہے اور یہ رمضان کا آخری جمعہ ہو گا اس جمعے میں لوگ بہت کثرت سے آئیں گے اور مسجدیں بھر کے نمازی اچھل کر باہر جا پڑیں گے اور اتنے نمازی آپ مسجدوں میں دیکھیں گے کہ سارا سال جن کو مسجدوں میں ہونا چاہئے تھا وہ صرف اسی دن دکھائی دیں گے اور پھر الوداع کہہ کر چھٹی کر جائیں گے۔ یہ مضمون میں ہر دفعہ آپ کو سمجھاتا ہوں، آپ لوگ تیاری کریں اور اپنے گرد و پیش یہ بات عام کریں کہ جو لوگ رمضان کی وجہ سے نمازوں کی توفیق پارہے ہیں اور اس دن، جمعۃ الوداع کے دن حاضر ہو گئے وہ ابھی سے تیاری کریں کہ الوداع کہنے کے لئے حاضر نہیں ہو گئے بلکہ آئندہ رمضان کے استقبال کے لئے حاضر ہو گئے۔ یہ لفظ جمعۃ الوداع ایک غلط معنی آپ کے سامنے رکھ رہا ہے اصل میں اسے جمعۃ الاستقبال کہنا چاہئے اور میں آپ کو ابھی سے متوجہ کر رہا ہوں کہ اپنے دوستوں، عزیزوں کو جب لے کے آئیں گے، اپنے بچوں کو بھی لائیں گے اس وقت ان کو سمجھائیں کہ یہ جمعۃ الوداع کا جمعہ نہیں استقبال کا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔